کسب المال فی برکات رزق الحلال

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﷺ

کسب المال
فی
برکات رزق الحلال

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللّٰہ العلی الحق المبین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ امام الانبیاء و المرسلین

وعلی اٰلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

امابعد! یہ رسالہ برکاتِ رزقِ حلال ہدیۂ ناظرین ہے بالخصوص ان لوگوں کے لئے جو رزقِ حلال کے متلاشی ہیں اور وہ جو یہ سمجھتے ہیں کہ دعا اور عبادت کی قبولیت کا دارومدار حلال روزی پر موقوف ہے۔

اس رسالہ میں ایک آیت اور چند احادیث مبارکہ اور حکایات اور چند ضروری مسائل ہیں۔

وَمَاتَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّا بَاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ

باب ۱

حلال طریقے سے روزی کمانا اور رزق تلاش کرنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی بڑی تاکید کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَکُلُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلاً طَیِّبًا (پارہ ۷، سورۃ المآئدۃ، آیت ۸۸)

ترجمہ: اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ۔

فائدہ: اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے جو چیزیں پیدا فرمائی ہیں ان میں سے وہ چیزیں کھانے پینے اور اپنے استعمال میں لائی جائیں جو حلال بھی ہوں اور پاکیزہ بھی یعنی پاک اور طیب پھر ان کے حصول کے لئے ذرائع و وسائل بھی وہی اختیار کئے جائیں جو حلال اور جائز ہوں کیونکہ دین و دنیا اور آخرت کی بھلائی اور سعادت اسی میں پوشیدہ ہے۔ حلال کمائی کرنے والا سب کی نظروں میں محبوب اور پیارا ہوتا ہے اللہ بھی اس کو اپنا محبوب اور پیارا بناتا ہے اور وہ جو عبادت کرتا ہے اسے قبول فرمالیتا ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: طَلَبُ کَسۡبِ الحَلاَلِ فَرِیۡضَۃٌ بَعۡدَ الۡفَرِیۡضَۃِ

(السنن الکبری للبیھقی، الجزء٦، الصفحة١٢٨)

(شعب الایمان للبیھقی، التاب التاسع و الثلاثون من شعب الایمان،الباب الستون من شعب الایمان

وھو باب فی حقوق الاولاد والاھلین، الجزء١٨، الصفحة ٢٥١، الحدیث ٨٤٨٢)

یعنی اللہ کے فرض کے بعد حلال روزی حاصل کرنا فرض ہے۔

(۲) "صحیح مسلم" کی ایک حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ دعا اور عبادت کی قبولیت کا دارومدار حلال روزی کے حصول اور استعمال پر موقوف ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ دعا کے دو بازو ہوتے ہیں (۱) اکلِ حلال (۲) صدقِ مقال

یعنی حلال اور پاکیزہ کمائی اور سچ بولنا۔

(۳)رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے پاکیزہ کمائی کھائی اور سنت رسول کے مطابق عمل کیا اور لوگوں کو اپنی ایذا رسانی سے امن میں رکھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۴)"جامع ترمذی ، ترغیب و ترھیب اور مسند احمد" میں حضور ﷺ کا فرمان اس طرح ہے جب تم میں چار باتیں موجود ہونگی تو دنیا کے چھوٹ جانے سے کوئی حرج نہ ہوگا۔(۱)امانت کی حفاظت (۲) بات کی سچائی اور حق گوئی (۳)اچھی عادت (۴) کھانے پینے میں پاکیزگی یعنی پاکیزہ روزی۔

(۵)"ترغیب و ترھیب" میں حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب اس آیت کی تلاوت کی گئی: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا (پارہ۲،سورۃ البقرۃ،آیت ۱۶۸) ﴿ترجمہ: اے لوگوں کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے۔﴾ تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا فرمادیجئے کہ وہ مجھے مستجاب الدعوات بنادے یعنی میری قبول کیا کرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے سعد حلال کمائی کھاؤ تو تم مستجاب الدعوات ہوجاؤ گے یعنی تمہاری دعا قبول ہوگی۔

فوائد: (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ نبی ﷺ کی ہر دعا مستجاب ہوتی ہے بلکہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستجاب الدعوات بنانا ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ مستجاب گر ہیں۔

(۲)اختیارِ کل بھی ختم الرسل ﷺ کے لئے ثابت ہوا ورنہ حضور ﷺ ایسے دعا مانگنے سے انکار کرتے جس سے شرک کا وہم پیدا ہوتا ہے۔

(۳) حلال رزق کی فضیلت تو خود واضح ہے۔

(۶)رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بندے سے چار چیزوں کے بارے میں سوال پوچھا جائے گا (۱)عمر کہاں گنوائی؟ (۲)جوانی کہاں صرف کی (۳)مال کو کہاں سے کمایا (۴)جو علم سیکھا اس پر عمل کتنا کچھ کیا۔

(ترمذی بیہقی)

(۷)رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا سبز اور شیریں ہے جو شخص حلال ذریعہ سے کماتا ہے اور مناسب اور جائز جگہ پر صرف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بہتر بدلہ دے گا اور اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن جو سوالات ہوں گے ان میں رزقِ حلال کے متعلق بھی سوال ہوگا اگر جواب مثبت ہوگا تو اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اور جنت میں داخل فرمائے گا۔

اسباب رزقِ حلال: حلال رزق کے اسباب بہت سے ہیں۔

فضائل تجارت: (۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ

(سنن الترمذی، کتاب الأحکام، باب ما جاء أن الوالد یأخذ من مال ولده، الجزء ٥،

الصفحة ٢١٠، الحدیث ١٢٧٨)

(سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب ما للرجل من مال ولده، الجزء ٧،

الصفحة ٧٠، الحدیث ٢٢٨١)

یعنی جو اپنے قوتِ بازو سے کما کر کھاتے ہوں وہ سب سے پاکیزہ روزی ہے۔

(۲) "صحیح بخاری" میں ہے کہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھانا سب کھانوں سے بہتر ہے اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔

(۳) تجارت یعنی خرید و فروخت کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ تجارت کرنے والے سچ بولیں اور اگر کسی چیز میں کوئی عیب یا نقص ہے تو برملا اسے بیان کریں اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کے کاروبار میں برکت ہوگی۔

(۴) "صحیح بخاری" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر بیچنے والے سچ بولیں گے اور اپنی چیزوں کے عیب و نقص کو بیان کر دیں تو ان کی تجارت میں برکت ہوگی۔

فائدہ: حلال روزی حاصل کرنے کے بہت سے طریقے ہیں ان میں تجارت کے علاوہ زراعت، صنعت و حرفت اور ملازمت وغیرہ ہیں۔ محنت مزدوری کا کوئی بھی طریقہ ہو اس میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جو کام بھی کیا جائے نہایت خلوص، امانت اور دیانت داری سے کیا جائے۔ معاملات میں سچائی ہو اگر سچائی امانت اور دیانت کو اختیار کیا گیا تو کاروبار میں بھی برکت ہوگی اور اس طرح حاصل کیا ہوا رزق انسان میں سعادت پیدا کرے گا اور وہ اس کے اور اس کے اہل خانہ کے لئے بھی باعث برکت ہوگا اور آخرت میں اس کے لئے نجات کا باعث بنے گا۔

فائدہ: تجارت اس طریقے سے کی جائے کہ جو جائز حلال اور پاکیزہ ہو ان ذرائع کو استعمال کیا جائے جو خود حلال اور پاکیزہ ہوں۔ ان اشیاء کی خرید و فروخت کی جائے جو پاک اور حلال ہوں نیز خرید و فروخت کے دوران اللہ تعالیٰ کی یاد یعنی نماز وغیرہ کی سخت پابندی کی جائے اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا جائے تو اس طرح انفرادی اور اجتماعی معیشت بہتر ہو جائے گی اور معاشرہ بھی خوشحال ہو جائیگا۔

فضائل محنت و مزدوری: مزدوری کرکے روزی کمانا ہی رزق حلال ہے اور اسی میں عظمت و بڑائی ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندے رزقِ حلال محنت ومزدوری کرکے حاصل کرتے تھے بڑے بڑے انبیاء، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، ائمہ دین، محدثین، اُولیاء اللہ، بزرگانِ دین اور صالحین نے مختلف کام کرکے روزی حاصل کی۔

(۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی محنت ومزدوری کرکے حلال روزی حاصل کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سی کمائی پاکیزہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ کی کمائی یعنی کہ محنت اور ہروہ سچی تجارت جس میں دھوکہ اور فریب نہ ہو۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تجارت کوزیادہ پکڑو اس میں تمہاری روزی کے زیادہ حصے ہیں۔

فائدہ: ایسا تاجر جوصداقت، دیانت اور امانت سے کام کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے اور وہ قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کی جماعت میں شامل ہوگا۔

خلاصہ: یہ کہ حلال ذرائع سے حاصل کی ہوئی روزی دنیا میں انسان کے لئے خیر و برکت کا ذریعہ ہوگی اس کے لئے سکون واطمینان کا وسیلہ ہوگی اور آخرت میں رب کی رضا اور حصولِ جنت کا ذریعہ ہوگی اور جولوگ رزقِ حلال کو اپنی تجارت کا زریں اُصول بناتے ہیں اُن کے لئے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ

(سنن الترمذی، کتاب البیوع، باب ما جاء فی التجار و تسمیة النبی صلی الله علیه وسلم، الجزء ٤، الصفحة ٤٧١، الحدیث ١١٣٠)

(المستدرك علی الصحیحین، کتاب البیوع، باب وأما حدیث حبیب بن أبی ثابت، الجزء ٥، الصفحة ٢٤٤، الحدیث ٢١٠٢)

یعنی سچا امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔

فضائل رزقِ حلال کی دیگر روایات: (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ حرام کی کمائی سے پرورش پایا ہوا جسم اس قابل ہے کہ اسے جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے۔

ایک دوسری حدیث مبارکہ ہے کہ ایک لقمہ حرام کی بدولت چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

(۲) آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جو نہایت عجز و انکساری سے اور پریشان حالی میں خدا سے دعا مانگتا ہے لیکن اس کا کھانا حرام اور اس کا پہننا حرام ہے پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔

درسِ عبرت: حضور اکرم ﷺ کے ان ارشاداتِ گرامی اور قرآنِ حکیم کے فرمان سے رزقِ حلال کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے رزق حلال کو کتنی اہمیت دی ہے۔ رزق حلال انسان کے معاشی نظام کا ایک بنیادی اُصول ہے۔ اسلام کو یہ بات قطعی گوارا نہیں ہے کہ کوئی شخص بغیر محنت کے کچھ حاصل کر لے، دوسروں کا حق مارے ، غلط طریقے سے یا دوسروں کا نقصان کر کے یا ان کا حق چھین لے اور اپنی تجوریاں بھرتا رہے۔ سود کو اگر اسلام نے حرام اور خدا اور اس کے رسول سے جنگ قرار دیا ہے تو اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ انسان محض سرمائے کی بدولت بغیر محنت کئے دولت کماتا ہے اور وہ دولت جس کے کمانے میں خون پسینہ ایک نہ کیا جائے انسان کو اس کی کوئی قدر نہیں ہوتی اور وہ اس قسم کی دولت کو بے دردی سے اور بے دریغ لٹاتا ہے اور اس کے مصرف میں جائز اور ناجائز کی تفریق بھی نہیں کرتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معاشرے میں متعدد بُرائیاں پھیلتی ہیں اور ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر دولت پیدا کرنے کے ناجائز اور غلط طریقے اختیار کر کے دوسروں کی مجبوری سے فائدہ اُٹھانے اور وسائل پیداوار پر بغیر محنت کے قبضہ کر لینے کا رجحان فروغ پاتا ہے۔

(۳) حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے: اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ

(تفسیر روح المعانی المعروف تفسیر الآوسی، الجزء ۵، الصفحة ۱٤٦)

یعنی محنت کرنے والا خدا کا پیارا ہے۔

(۴) حضور ﷺ کا یہ بھی ارشادِ گرامی ہے کہ کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ قیامت کے روز وہ اپنے چہرے پر گداگری کا داغ لئے ہوئے آئے۔ یہ بھی آپ ﷺ ہی کا فرمان ہے کہ اُوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے اور یہاں بھی آپ ﷺ نے سوال کرنے اور دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے منع فرمایا ہے۔

حکایت: ایک صحابی نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی غربت کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اسے ایک کلہاڑی اور رسی دے کر فرمایا کہ جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بیچ کر اپنا رزق کماؤ۔

فائدہ: گویا اسلام کے نزدیک حصول معاش کے لئے محنت، کوشش اور جدوجہد کرنے کو اولیت حاصل ہے ایسے تمام ذرائع جو اسلام کے اس بنیادی تعلیم کی نفی کرتے ہوں حرام کے زمرے میں آتے ہیں۔ کسب معاش کے لئے کوئی سا بھی پیشہ اختیار کیا جا سکتا ہے لیکن بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات کے منافی نہ ہو۔

بنیادی نقصان: جب معاشرے میں جائز و ناجائز کا امتیاز اُٹھ جائے حلال وحرام کی تفریق ختم ہو جائے اور محض دولت کمانا ہی مقصود بن کر رہ جائے تو پھر وہ تمام بُرائیاں سر اُٹھاتی ہیں جن کا آج ہمارے معاشرے کو سامنا ہے۔ یہ ذخیرہ اندوزی یہ اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کا تباہ کن رجحان یہ گراں فروشی ناجائز منافع خوری یہ رشوت دینے اور لینے کا رجحان جس کے ذریعے ناجائز کام نکلوائے جاتے ہیں راتوں رات امیر بن جانے کے لئے اسمگلنگ اور گراں قیمت منشیات کی خرید و فروخت دھوکہ دہی کے ذریعے دوسروں کے حقوق اور مال و متاع پر قبضہ کرنے کے واقعات اور اسی نوع کی دوسری بُرائیاں یہ سب کیوں فروغ پا رہی ہیں کیوں ہمارا قانون اور ان کے انسداد اور قانون نافذ کرنے والے ادارے ان کے سامنے بے بس ہیں۔ معاشرے میں یہ رجحان کیوں تقویت پکڑ رہا ہے کہ کوئی جائز کام بھی رشوت اور سفارش کے بغیر ممکن نہیں ہے عوام کا ایک بڑا طبقہ کیوں یہ سوچ اپنا رہا ہے کہ دولت کمانے کے لئے ناجائز ذرائع اختیار کئے بغیر چارہ کار نہیں ایسا کیوں ہوتا ہے کہ اچانک اور بلا سبب روزمرہ استعمال کی کوئی چیز بازار سے غائب ہو جاتی ہے۔ رسد و طلب کا توازن درہم برہم ہو جاتا ہے عوام بلبلا اُٹھتے ہیں۔ کھلے بازار میں جو چیز ہاتھ نہیں لگتی بلیک اور چور بازار میں وہ جتنی مقدار میں چاہیے دستیاب ہو جاتی ہے یہ صرف اس لئے کہ ہمارے معاشرے میں رزقِ حلال کا تصور بڑی بُری طرح مجروح ہوا ہے حصولِ دولت کا ایک غیر صحت مند جذبۂ مسابقت اس تیزی سے فروغ پا رہا ہے کہ حلال وحرام کی تمیز ختم ہوتی جا رہی ہے۔

بد دیانت تاجر طبقہ اشیائے خوردنی میں مضرِ صحت اجزاء کی ملاوٹ کر کے پوری قوم کی صحت کو برباد کرنے سے نہیں چوکتا۔ ذخیرہ اندوزی کے ذریعے عوام کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے۔

ازالہ وہم: رزق حلال کے معاملے میں ہم اس غلطی فہمی کا شکار ہیں کہ صرف رشوت، ذخیرہ اندوزی، گراں فروشی، چور بازاری اور ملاوٹ سے ہی ہم رزقِ حرام کمانے کے مرتکب ہوتے ہیں حالانکہ کسب معاش کے لئے کوئی بھی ذریعہ اختیار کیا جائے اگر کوئی شخص اس کے تقاضے پورے نہیں کرتا اور وہ فرائض جن کی ادائیگی کے عوض اسے معاوضہ یا مشاہرہ دیا جاتا ہے اگر وہ پوری ذمہ داری اور دیانت داری سے ادا نہیں کرتا تو وہ بھی رزق حرام کمانے کا مرتکب ہوگا۔

اگر ایک ملازم وقت مقررہ پر اپنا کام شروع نہیں کرتا اور اسے مقررہ وقت کے اندر مکمل نہیں کرتا تو جس وقت کا معاوضہ اس شخص نے وصول کیا ہے وہ اس کا مستحق قرار نہیں دیا جا سکتا یوں وہ رزق حرام کا مرتکب قرار پاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کسب معاش کے سلسلے میں جو بھی شخص عوض و معاوضہ کے طے شدہ اُصولوں سے انحراف کرتا ہے وہ اتنا ہی مجرم ہے جتنا ایک راشی ملازم ایک ذخیرہ اندوز تاجر اور ایک گراں فروش دکاندار۔ ظاہر ہے یہاں دفتری ضابطوں کا اطلاق اتنا مؤثر

ثابت نہیں ہوسکتا جتنا ذمہ داری کا احساس اور دنیا و آخرت میں جواب دہی کا خوف۔

مذہبی معلومات اس معاملے میں بڑی مددگار ثابت ہوسکتی ہے ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں رزقِ حلال کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے اور حلال روزی کو کمانا اپنی زندگی کا محور و مرکز بنانا چاہیے۔ اس کے بغیر کوئی نیکی خدا کے حضور قبولیت کا شرف نہیں حاصل کرسکتی۔

حکایت: ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک نہایت عبادت گزار اور نیک بندے سے پوچھا کہ اے بندۂ خدا تو کس طرح گزر بسر کرتا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں سارا دن ساری رات عبادت کرتا ہوں اور میرا بھائی میرے لئے کماتا ہے اور میں کھاتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اصل عبادت تیرا بھائی کرتا ہے۔

اس حکایت کا اصل مقصد یہ ہے کہ رزقِ حلال بھی عبادت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رزقِ حلال کمانے پر بہت زور دیا ہے۔ خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے دوسرے مسلمان بھائی کا خون مال اور عزت اسی طرح احترام اور عزت کے لائق ہے جس طرح یہ دن یہ مہینہ اور یہ جگہ قابل احترام ہے۔

حلال مال یہ ہے کہ آپ نے رشوت سے نہ کمایا ہو ملک و قوم کو نقصان پہنچا کر نہ کمایا ہو نا جائز منافع کے طور پر نہ کمایا ہو۔ یعنی چیز کی اصل قیمت سے زیادہ دینا اور لینا دھوکہ دہی سے لینا اور ایسا مال جس پر آپ کا کوئی حق نہیں مگر آپ کے پاس امانتاً آیا اور آپ نے اسے کھالیا۔

یعنی ملک اور قوم اور علاقے کی ترقی اور فلاح و بہبود کا پیسہ اور مال آپ کھا جائیں یا اپنے ذاتی فائدے کے لئے حاصل کریں تو وہ رزق حلال نہیں رہے گا۔ اسلام نے زکوٰۃ کا نظام قائم کیا ہے تاکہ معاشرہ میں اعتدال رہے اور سود کو حرام قرار دیا کہ اس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی کوئی عبادت قبول نہیں جو حرام کھائے گویا حرام مال کھانے کے بعد کسی قسم کی پارسائی اور نیکی قبول نہیں ہوتی بلکہ ضائع ہوجاتی ہیں بلکہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہر قسم کے ناجائز مال کو کھانا چھوڑ دیں اور اپنے پاکستان سے رشوت، کام چوری، دھوکہ دہی اور فحاشی کا خاتمہ کریں۔

انتباہ: جتنا خدارسیدہ اُولیاء کاملین رحمہم اللہ تعالیٰ گزرے ہیں اور بھی جتنے پیدا ہوں گے سوائے اکل حلال (حلال غذا) اور صدقِ مقال (سچ گوئی) کے کمال کو نہیں پہنچے (یعنی حلال غذا اور سچ گوئی اپنائی۔) گویا اکل حلال اور صدقِ مقال ولایت میں پرواز کے دو پر ہیں جب تک یہ نہ ہوں پرواز نہ ہوسکے گی گویا یہ دو عمل ولایت الٰہی کے اصل الاصول ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ قبولیت اعمال کے لئے حلال کمانا اور کھانا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ کہا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ روپیہ ہے نہ سامان۔ فرمایا کہ میری اُمت میں وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز اور زکوۃ لے کر آئے گا اور اس نے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت زنا لگائی ہوگی اور کسی کا مال خورد برد کرلیا ہوگا اور کسی کا خون کیا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا پھر اس کو اس کے حسنات دیں گے اسی طرح دوسرے کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی اگر وہ حسنات قبل حکم اخیر کے فنا ہو جائیں گی تو ان کی خطائیں لے کر اس شخص پر ڈال دی جائیں گی پھر اسے آتش جہنم میں پھینک دیں گے۔ (مسلم)

اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ حقوق العباد کا مواخذہ بہت سخت ہوگا کوئی یہ سمجھے کہ نماز، روزہ اور زکوۃ بجالانے سے حقوق العباد کا مطالبہ نہ ہوگا تو یہ کسی کی غلطی فہمی ہے بلکہ حقوق العباد سے متعلق مظالم کے عوض مذکورہ کی ساری حسنات (نیکیاں) مظلوم کو دی جائیں گی یہ خالی ہاتھ رہ جائے گا اور اگر حسنات باقی نہ رہے تو مظلومین اور اہلِ حقوق کی سئیات (گناہ) اس کے گلے باندھ کر اس کو دوزخ میں دال دیں گے۔ اس میں یہ بات ہے کہ حقوق العباد میں نہ عفو ہوگا اور نہ سفارش ہوگی یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلومین کو راضی کردے۔

ایک حدیث شریف میں فرمایا ہے سب سے بدتر درجہ میں قیامت کے دن وہ بندہ ہوگا جس نے اپنی آخرت دوسروں کی دنیا کے پیچھے تباہ کردی۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ جو سفر کرتا ہے پراگندہ بال غبار آلودہ ہے اپنے ہاتھ طرف آسمان کے کر کے کہتا ہے اے رب میرے اے میرے رب میری حاجت روائی کرنا مشکل کشائی فرما۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کا کھانا پینا اور لباس حرام ہے اور حرام کے ساتھ وہ پرورش کیا گیا ہے ایسے شخص کی دعا کہاں سے قبول کی جائے۔ (صحیح مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا کھانا پینا اور لباس مالِ حلال سے ہونا چاہیے تا کہ اس کی دعائیں رنگ لائیں مسلمان کو قبولیت اعمال کے لئے حلال کمانا اور کھانا ضروری ہے۔

علماء و مشائخ سے اپیل: رزقِ حلال ہی روحانی ترقی کی کنجی ہے آپ حضرات دین واسلام کی کشتی کے ملاح کشتیبان ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کا رزق خزانہ غیب سے عطا فرما رہا ہے۔ یہ بھی آپ پر اس کا خاص کرم ہے لیکن محض خلق خدا کی رہبری کے لئے کسی شعبۂ کسب حلال کو ظاہری طور ضرور ذریعہ بنائیں تا کہ اُمت حبیب خدا ﷺ

میں کسب حلال کی عادت پیدا ہو جائے۔ آپ حضرات کی عزت وعظمت مسلم ہے لیکن سادات انبیاء کاملین اولیاء سالکین سے یقیناً آپ کی عزت وعظمت بڑھ کر نہیں لیکن ان حضرات نے کسب حلال کو ذریعۂ معاش بنایا اگر چہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ان کی نظر ہی خود کیمیا تھی کہ وہ مٹی پر ایک نگاہ ڈالتے تو مٹی سونا بن جاتی اس کے باوجود اُنہوں نے کسب حلال پر زندگیاں بسر کیں۔ تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ "کسب الانبیاء"

کسب معاش کے اسباب: فقیر کے سابق بیان سے ثابت ہوا کہ کسب معاش سے بڑھ کر اور کوئی عبادت نہیں اور آج کل مسلمان کسب معاش میں دوسری قوموں سے پیچھے نہیں۔ ہر ملک اور ہر علاقہ میں مسلمان دنیوی اُمور میں کسب معاش کے شعبہ پر نمایاں نظر آتا ہے لیکن پھر اس میں خرابی یہ ہے کہ کسب معاش میں شرعی اُمور کو مدنظر نہیں رکھا جاتا دوسری قوموں کی طرح جیسے ہی دنیا ہاتھ میں آئے ہی آئے حلال وحرام کا کوئی امتیاز نہیں۔ اسی لئے فقیر اُویسی غفرلہٗ اپنے مسلمان بھائی سے اپیل کرتا ہے کہ وہ معاش کے اسباب کے شرعی احکام اپنے شہر یا علاقہ کے کسی معتمد سنی عالم دین سے کسب معاش کے اُصول سیکھیں جس شعبہ میں کام کرنا چاہتے ہیں اس کے شرعی احکام ذہن نشین فرمائیں مثلاً تجارت کا کام کرنا، تجارت کے احکام، ملازمت کرنی ہے تو اس کے احکام وغیرہ وغیرہ۔ فقیر ذیل میں چند غلط اور حرام اُمور کی نشاندہی کرتا ہے انہیں پڑھ کر حرام روزی کمانے سے بچیں۔

ملاوٹ: کھانے پینے یا دیگر اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کر کے تجوریاں بھرنا خطرناک فعل ہے اس لئے کہ ملاوٹ شدہ اشیاء سے انسانی صحت بُری طرح متاثر بلکہ بسا اوقات ہلاکت کا موجب بن جاتی ہے۔ ملاوٹ شدہ اشیاء کے استعمال سے لوگ موت کے گھاٹ اُترتے دیکھے گئے۔ ملاوٹ کنندہ بھی ایسے ارتکاب سے ایک قسم کا قاتل ہے بلکہ زیادہ قابل سزا ہے۔

وعیدیں: (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو مسلمانوں کی جماعت سے خارج کر دیا ہے۔

(۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شخص کے پاس سے گزر ہوا جو طعام بیچتا تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا تو وہ ملاوٹ والی نکلی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم میں سے نہیں جو ملاوٹ کرتا ہے۔

(سنن ابن ماجه ، كتاب التجارات، باب ٢٦)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غذا کے ڈھیر کے پاس سے گزرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا تو آپ کی انگلیوں کو نمی محسوس ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالک سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟

اس نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ یہ نمی بارش میں بھیگنے کی وجہ سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو نے اسے اُوپر کیوں نہ رکھا (خریدنے سے پہلے) لوگ اسے دیکھ لیتے پھر آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

(سنن ترمذی، کتاب البیوع، باب ٧٢)

اس دوسری حدیث سے تو یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اپنی طرف سے ملاوٹ تو دور کی بات اگر کسی آسمانی یا ناگہانی آفت کی وجہ سے غلہ وغیرہ خراب ہو جائے تو غلے کے مالک کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اُوپر اُوپر تو صاف ستھرا مال رکھ دے اور اس کی آڑ میں نیچے خراب مال رکھ کر فروخت کرے۔

ذخیرہ اندوزی: ناجائز طریقے سے روزی کمانے کا ایک ذریعہ ذخیرہ اندوزی ہے۔ ذخیرہ اندوزی کرنے والا نہایت سنگ دل اور بے رحم ہوتا ہے اس کی بے رحمی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو کہ وہ لوگوں کی بنیادی ضروریاتِ زندگی کے لئے سرگرداں اور مضطرب و پریشان دیکھے اور اپنے پاس ان اشیاء کو ذخیرہ کر کے خزانے کے روایتی سانپ کی طرح اس پر پہرہ لگائے بیٹھا رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے لئے دنیا و آخرت میں سزا و عذاب کی وعید سنائی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ جس نے ذخیرہ اندوزی کر کے کھانے پینے کی اشیاء کی قلت کردی اور مسلمانوں سے روک لیا اللہ تعالیٰ اُسے کوڑھ اور تنگ دستی میں مبتلا کردے گا۔ (سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب ٦)

کم تولنا: ایک شخص جب اپنی چیز کی پوری قیمت وصول کرتا ہے تو پھر اسے کسی قسم کا یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس چیز کو خریدنے والے کے حوالے کرنے سے گریز کرے۔

جو شخص کم تولتا یا ناپتا ہے وہ حقیقت میں بددیانتی کا مرتکب ہوتا ہے اور اس طرح ناجائز ذریعے سے اپنی کمائی میں حرام کی آمیزش کر کے اپنے اوپر برکتوں کا دروازہ خود بند کر دیتا ہے ایسے شخص کے لئے قرآنِ کریم نے ہلاکت و بربادی کی وعید سنائی ہے۔

”خرابی ہے گھٹانے والوں کی جب خود ماپ لیں لوگوں سے تو پورا بھر لیں اور جب لوگوں کو بھر کر دیں تو گھٹا دیں کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اُٹھائے نہیں جائیں گے ایک بڑے دن کے لئے سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوں گے (تمام جہانوں کے سب کے سامنے) جوابدہی کے لئے۔“ (مطففین، ١ تا ٦)

ایسے لوگ کیوں نہ ہلاکت اور بربادی کو دعوت دیں جو خود کو ناپ تول کے وقت پورا پورا تولتے اور ناپتے ہیں یہ

لوگ دوسروں کے لئے کم تولتے اورناپتے ہیں یہ لوگ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں قیامت کے دن خدا کے حضور پیش ہوکر جواب دہی کا یقین نہیں ہوتا۔ وگرنہ اگر وہ صحیح مسلمان ہو اور انہیں یہ احساس ہو کہ انہیں ایک دن رب العالمین کے حضور پیش ہونا ہے تو وہ کبھی ایسا نہ کرتا۔

رشوت خوری: رشوت بہت سے جرائم کا مجموعہ ہے۔ یہ بددیانتی، حق تلفی اورناانصافی، خودغرضی اور بدامنی پھیلانے جیسے ناقابلِ معافی جرائم پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہمارا معاشرہ اُس وقت تک اسلامی نہیں کہلا سکتا جب تک کہ رشوت کا مکمل طور پر خاتمہ نہ کردیا جائے اور اُس وقت تک سچے مسلمان نہیں بن سکتے جب تک کہ رشوت دینے اور لینے سے باز نہ آجائیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات میں رشوت کے کاروبار سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے: وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پارہ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۸۸)

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو جان بوجھ کر۔

رسول اکرم ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے اور لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد ۲، صفحہ ۱٦٤)

رشوت چاہے کسی بھی نام سے لی یا دی جائے وہ رشوت ہی ہے نام بدلنے سے وہ حلال نہیں ہوسکتا چاہے اسے تحفہ کہہ کر پیش کیا جائے یا مٹھائی کہہ کر لی جائے ہر حال میں رشوت ہے۔

"بخاری شریف" میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے: وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَتْ الْهَدِيَّةُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً وَالْيَوْمَ رِشْوَةٌ

(صحیح البخاری، الکتاب الهبة وفضلها و التحريض عليها، الباب من لم يقبل الهدية لعلة، الجزء۹، الصفحة ٥١)

یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تحفہ تحفہ ہی ہوا کرتا تھا مگر آج کے دور میں یہ رشوت ہی ہے۔ (اس تحفہ سے مراد وہ تحفہ ہے جسے کسی غرض سے کسی صاحبِ اختیار کو پیش کیا جائے)

اختیارات کا غلط استعمال: ملازم پیشہ طبقہ میں جو لوگ کچھ نہ کچھ اختیار رکھتے ہیں وہ عموماً اپنے اختیارات کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے قوم و ملک کے قیمتی سرمائے کو گھن کی طرح چاٹ جاتے ہیں بڑے بڑے منصوبے اکثر اوقات اسی وجہ سے ناکام ہوجاتے ہیں کیونکہ ان کے لئے فراہم کردہ سرمایہ افسران کی آرام و آسائش پر

خرچ ہو جاتا ہے۔ اگر کسی افسر کو یہ سہولت ملی ہوئی ہے کہ وہ سرکاری یا دفتری اُمور کی انجام دہی کے لئے حکومت کی طرف سے فراہم کردہ گاڑی استعمال کرسکتا ہے تو دیکھا گیا ہے کہ وہ صاحب اپنی نجی ضرورتوں کے لئے بھی استعمال کرتا ہے۔ بیگم کو شاپنگ کرانی ہو یا پھر دوستوں کے ساتھ سیر وتفریح یا اور کوئی خالصتاً ذاتی نوعیت کا کام ہو سرکاری گاڑی استعمال کی جاتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی کو کوئی اور سہولت حاصل ہے تو وہ ہر طرح سے کوشش کرتا ہے کہ اس سے جائز و ناجائز مفاد حاصل کرے یہ قطعاً ناجائز اور حرام ہے۔ ملک وقوم کے سرمائے کو اس طرح ضائع کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہونی چاہیے اس سے دوسروں میں بھی مفاد پرستانہ خیالات جنم لیتے ہیں اور دیکھا دیکھی میں دوسرے لوگ بھی اسی راہ پر چل نکلتے ہیں۔

کام چوری: محنت ومشقت سے جو تو میں جی چُراتی ہیں اور سہل پسند بن جاتی ہیں وقت کی تلوار انہیں نیست ونابود کردیتی ہے یہی قانونِ فطرت ہے اور تاریخ سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ محنت ولگن سے کام نہ کر کے وقت ضائع کرنا نہ صرف فرد کے لئے نقصان دہ ہے بلکہ اس سے قوم ووطن کو بھی نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔

دفتروں میں عموماً یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اہلکار بیٹھے گپیں مار رہے ہوتے ہیں، چائے نوشی کی جارہی ہے یا پھر کسی اور طرح وقت ضائع کیا جارہا ہے بلکہ اصل کام جو کرنے کا ہے یونہی پڑا ہوا ہے اس سے جہاں خود ایسے افراد کی صلاحیتوں کو زنگ لگ جاتا ہے وہیں ملکی اور ملی مفادات زنگ کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اسلامی معاشرہ میں اس کی قطعاً اجازت نہیں دی جاسکتی کہ جب ایک شخص اپنے وقت کا جو چھ سات گھنٹے ہیں پورا معاوضہ لیتا ہے اور کام صرف ایک دو گھنٹے کا کرتا ہے اور بعض اوقات تو کچھ بھی نہیں کرتا تو ایسے شخص کی کمائی کیونکر جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ معاشرے کی اصلاح تب ہی ممکن ہوسکتی ہے جب ہر آدمی چاہے وہ مزدور ہو یا کارخانہ دار، افسر ہو یا ماتحت ملازم اپنے فرائض دیانتداری سے انجام دیں اور اس میں کسی قسم کی سستی اور تساہل کا مظاہرہ نہ کریں۔

اسلام ہمیں محنت اور اپنے ہاتھ سے کمانے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام نے کام کی عظمت کا درجہ بہت بلند رکھا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے محنت کی کمائی کو سب سے افضل قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین کمائی کمانے والے ہاتھ کی ہے جبکہ کام خلوص سے کیا جائے۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد ۳، صفحہ ۳۳٤)

اس حدیث شریف میں کام کی عظمت کے ساتھ ساتھ خلوص سے کام کرنے کی تلقین ہے یعنی کام کرنے والا اپنا

کام نہایت دیانتداری سے انجام دے اور سستی سے کام کر کے کام چوری کا مظاہرہ نہ کرے۔

دراصل اسلام یہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص بغیر کسی مجبوری کے کام نہ کر کے معاشرہ پر بوجھ بن جائے ایک خوشحال اور فلاحی معاشرہ تب ہی تشکیل پا سکتا ہے جب ہر فرد محنت کرے اور مفت خوری سے دور رہے۔

گداگری: کام سے جی چُرانا اور مانگے تانگے پر گزارہ کرنے کی ایک صورت بھیک مانگنا بھی ہے ہمارے ملک میں گداگری کا کاروبار زوروں پر ہے بعض لوگ اسے انتہائی منظّم کر کے چلا رہے ہیں۔

گداگری مسلم معاشرے میں ایک بدنما داغ کی حیثیت رکھتی ہے اس سلسلہ میں جہاں حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس لعنت کے خاتمہ کے لئے مؤثر اقدامات کرے وہیں عوام کی طرف سے پیشہ ور بھکاریوں کی مکمل حوصلہ شکنی ہونی چاہیے۔

اسلام میں اپنے ہاتھ کی کمائی سے ضروریات پوری کرنا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی بڑی فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگنے اور دستِ سوال دراز کرنے سے منع فرمایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینے والے کے ہاتھ کو لینے والے کے ہاتھ سے افضل قرار دیا ہے اور کسی مسلمان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ بغیر کسی مجبوری کے دست سوال دراز کر کے لینے والوں میں خود کو شامل کرے گا۔ بلاضرورت مانگنے والے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعید سنائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اُوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے زیادہ بہتر ہے اُوپر والا ہاتھ دینے والے کا اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والے کا ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ بہتر ہے کہ ایک شخص جا کر لکڑیاں اپنی پیٹھ پر لاد کر بیچے اور پھر اس میں سے خرچ کرے اور لوگوں کے سامنے دست دراز کرنے سے بچ جائے اس سے کہ وہ کسی سے کچھ مانگے اور وہ اسے دے یا نہ دے کیونکہ اُوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اپنے زیر کفالت افراد پر خرچ کرنے میں پہل کر۔ (سنن ترمذی، کتاب الزکوٰۃ، باب ۳۸)

مفت خوری ایک ایسی عادت ہے کہ اس سے انسانی صلاحیتیں مردہ ہو جاتی ہیں یہ ان کے لئے سم قاتل ہے کیونکہ اس سے تمام اچھے اوصاف رفتہ رفتہ مٹ جاتے ہیں دل مردہ ہو جاتا ہے، شرم وحیاء ختم ہو جاتی ہے اور آدمی اپنے ماحول کے لئے وبالِ جان بن جاتا ہے۔ اس لئے بھیک سے حاصل شدہ خوراک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دہکتا ہوا انگارہ قرار دیا

ہے جو تمام اوصافِ حمیدہ کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔

حضرت حبشی بن جنادۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے بغیر احتیاج اور ضرورت کے سوال کیا گویا وہ دہکتے ہوئے انگارے کھا رہا ہے۔(مسند احمد بن حنبل،جلد ٤،صفحہ ١٦٥)

اسلام صرف اشد ضرورت کے آدمی کے لئے کوئی اور چارہ کار نہ رہ گیا ہو مانگنے کی اجازت دیتا ہے بغیر مجبوری اور فقر و فاقہ کے مانگنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں کے سوا اور کسی کے لئے مانگنا جائز نہیں ہے ایک وہ آدمی جو شدید فقر و فاقہ میں مبتلا ہو دوسرا وہ آدمی جو قرض کی وجہ سے ذلیل ہو رہا ہو اور تیسرا وہ شخص جس پر خون بہا دینا لازم ہو۔(مسند احمد بن حنبل،جلد ٣،صفحہ ١٢٧)

ان ناگزیر حالات کے سوا کسی بھی ایسے شخص کے لئے مانگنا جائز نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر یقین رکھتا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی اور رہبر تسلیم کرے۔

الحاف کے معنی ہیں کسی سے اسرار کر کے اور لپٹ لپٹ کر مانگنا کہ دوسرا آدمی مانگنے والے کے اصرار سے شرمندہ ہو کر اپنی جان چھڑانے کی خاطر کچھ دے ہی دے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو خوبصورت اور حسین بنایا ہے اور اس کے چہرے پر ایک ایسی رونق اور تابانی رکھ دی کہ جس کے ذریعے وہ دوسری مخلوقات کو اپنا تابع فرمان بنائے ہوئے ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے انسانی چہرے میں ایک طرح کا رعب بھی رکھ دیا ہے لیکن جب اسی چہرے کو دوسروں کے سامنے ذلیل خوار کرنا شروع کر دیا جائے تو اس کی رونق تازگی اور رعب ختم ہو جاتا ہے۔ بھیک مانگنے سے چہرے پر لعنت اور پھٹکار برستی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے لوگوں سے سوال کیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے جو اُسے کافی ہو تو قیامت کے دن اس کا چہرہ مانگنے کی وجہ سے خراش زدہ ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کتنا کفایت کرے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پچاس درہم یا اُن کی قیمت سونے سے۔(سنن ترمذی ، کتاب الزکوٰۃ، باب ٢٢)

حضرت سمرۃ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرنا زخم ہے آدمی اس کے ذریعے اپنے چہرے پر زخم لگاتا ہے مگر یہ کہ آدمی حاکم سے سوال کرے یا ایسی حالت میں کہ جس سے چارہ نہ ہو۔

(سنن ترمذی، کتاب الزکوٰۃ، باب ٣٨)

مجبوری کی حالت میں مانگنے کی اجازت ہے یا پھر آدمی اپنے سرپرست اور حاکم وقت سے سوال کرسکتا ہے کیونکہ حاکم وقت بھی ایک طرح سرپرست ہوتا ہے اور اس سے سوال کرنا جائز ہے۔

حرام کمائی کی مذمت: حرام کی کمائی نہ صرف خود اپنے لئے روحانی اور مادی طور پر نقصان دہ ہوتی ہے بلکہ اس سے معاشرے میں بھی بُرائیاں جنم لیتی ہیں ایک مسلمان کو یہ شایانِ شان نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان اور مومن کہلانے کے ساتھ ساتھ حلال اور حرام میں کوئی تمیز روا نہ رکھے اور جو چیز جہاں سے اور جس طرح سے ملے اسے لے لے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی مال لیتے وقت یہ نہ دیکھے گا کہ آیا وہ حلال میں سے ہے یا حرام میں سے۔(بخاری، کتاب البیوع، باب ۷)

ایسا وقت یقیناً عذاب الٰہی کو دعوت دینے والا ہوگا اور اُس وقت خدا کے عذاب سے بچنے کا کوئی چارہ نہ ہوگا۔

حرام مال میں کسی طور بھی برکت نہیں ہوتی اور وہ اکثر حرام جگہ ہی خرچ ہوتا ہے ہم غور نہیں کرتے ورنہ اگر دیکھا جائے تو حرام کمائی باعث پریشانی ہی بنتی ہے اس سے آدمی کا سکون وچین ختم اور اطمینان قلبی رخصت ہو جاتا ہے۔آج کے انسان کو ہر وقت خود ذہنی تفکرات بے چین رکھتے ہیں ان کی بنیادی وجہ مال حرام ہوتی ہے اس کے مقابلے میں حلال کمائی میں اللہ تعالیٰ بہت ہی برکت عطا فرماتا ہے۔حلال کمائی سے اگر آدمی کھائے پیئے اور پہنے تو اس سے اسے روحانی مسرت اور شادمانی حاصل ہوتی ہے۔اس کی عمر میں برکت ہوتی ہے اور نیکیوں کو بارگاہ ایزدی میں قبولیت حاصل ہوتی ہے۔حلال مال آدمی کو پکا اور سچا مسلمان و مومن بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کر کے اسے معاشرے کا ایک اہم اور قیمتی سرمایہ بنا دیتا ہے۔

"بخاری شریف" میں ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان مشکوک چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے پس جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور آبرو بچالی اور جو شخص ان مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا یا جو پڑے گا وہ حرام میں مبتلا ہوگا جیسا کہ چرواہا جو اپنا ریوڑ کھیت کے باڑھ کے پار چرائے گا تو اس کی بکریاں کھیت میں چرنے لگیں گی۔خبردار بلاشبہ ہر بادشاہ کی ایک باڑھ ہوتی ہے اور بلاشبہ اللہ کی باڑھ وہ چیزیں ہیں جو حرام ہیں۔

خبردار جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہوتا ہے اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے وہ ٹکڑا دل ہے۔

رزقِ حرام کی سزا: حرام کمائی میں نحوست و بے برکتی کے علاوہ دنیا میں طرح طرح کی پریشانیوں اور ذلتوں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ کبھی بیماریاں اور کبھی جھگڑے اور فسادات ناجائز مقدمات، بیماریوں کے جائز و ناجائز اخراجات وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ مَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَ یَعْفُوْ عَنْ کَثِیْرٍ

(پارہ ۲۵، سورۃ الشوریٰ، آیت ۳۰)

ترجمہ: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔

اور آخرت کی سزا تو اس سے اور سخت ہے یہ تو وہی جانتے ہیں جو قبور میں ایسی سزائیں بھگت رہے ہیں (فقیر کی تصنیف ''اخبار القبور'' تفصیل سے پڑھیئے) یا پھر میدانِ حشر میں سب کو معلوم ہوگا۔

رزق میں برکت کے وظیفے: مفصل وظیفے تو فقیر نے رزق کے وظیفے میں درج کر دیئے ہیں یہاں چند نمونے از احادیث مبارکہ حاضر ہیں۔

(۱) طبرانی و اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا لباس پہنائے تو اس کو لازم ہے کہ حمد و ثناء میں زیادتی کرے جس کے گناہوں میں زیادتی ہو تو استغفار کرے اور جو تنگدست ہو تو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کا ورد کرے۔

(۲) احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے استغفار کو اپنا روزمرہ کا ورد بنالیا تو خداوند کریم اس کو ہر تنگی سے چھٹکارا دیتا ہے اور اس کی ہر مصیبت کو دفع کرتا ہے اور ایسے ذرائع سے اس کو رزق دیتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے۔

پہلی حدیث میں حضور ﷺ نے مسلمانوں کی تین حالتوں کا ذکر کر کے موقع موقع تعلیم فرمائی۔

پہلا وہ شخص ہے جس کو پروردگارِ عالم نے اپنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور ظاہر و باطن خوشحال کیا ہے لہٰذا اس کو تو اپنے منعمِ حقیقی کی شکرگزاری اور مدح کی ہدایت کی گئی۔

دوسرا اگرچہ ظاہری ثروت سے بے فکر ہے مگر ارتکاب معاصی میں اول اول درجہ کا تمغہ پائے ہوئے ہے اس کے حسب حال حکم ہوا کہ اپنے گناہوں کی مغفرت مانگا کرے۔

تیسرا بیچارہ روٹیوں سے محتاج ہے تو اس کو وہ چیز عطا فرمائی کہ اگر بتوجہ اس پر عمل درآمد کرے تو چند روز میں

روٹیوں سے بے فکر اور مالا مال ہو جائے مگر حدیث نمبر دوم سے معلوم ہوا کہ استغفار ایک ایسی بے بہا نعمت ہے کہ جس طرح وہ ایک عاصی کے حق میں ذریعہ حصول مغفرت ہے اسی طرح ایک تنگدست اور مصیبت زدہ کے حق میں ذریعہ حل مشکلات و ترقی رزق ہے۔ اس لئے ہر دو قسم کے اشخاص کے واسطے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اب رہے صیغہائے حمد و ثناء و استغفار۔ سو حمد و ثناء میں سب سے اعلیٰ درجہ کی تسبیح یہ چار کلمات ہیں۔

سُبحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

کیونکہ یہ کلماتِ مذکور اکثر احادیث صحیحہ کے موافق خدا کے نزدیک تمام کلاموں سے افضل اور قاری کے لئے قیامت کے دن محافظ اور باقیات صالحات کے ہیں اور استغفار میں معمولی استغفار یہ ہے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّی مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

اور أَسْتَغْفِرُ اللَّهِ الَّذِی لَا اِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

اور اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِی وَتُبْ عَلَیَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

جن میں سے بعض کے نزدیک آخری تیسرا استغفار سب سے بہتر ہے اور سید الاستغفار کے کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ مَااسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

یعنی اے اللہ تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو نے مجھ کو پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں جب تک اور جتنی طاقت رکھتا ہوں میں اپنے افعال کی بڑائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور تیری نعمتوں کا جو مجھے حاصل ہوئی ہیں اور اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، پس تو مجھے بخش دے، تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا۔

ایک اور کتاب میں حضرت شیخ جلال سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامع رسالہ ہذا سے منقول ہے کہ فہم علم اور کثرت مال کے لئے ہر روز تین مرتبہ بعد نماز صبح کے یہ استغفار پڑھ لیا کرے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلاَّ هُوَّ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ، الْحَیُّ الْقَيُّومُ ، بَدِيْعُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ ، مِنْ جَمِيْعِ ظُلْمِیْ وَ جُرْمِیْ و إِسْرَافِیْ عَلٰی نَفْسِیْ وَ أَتُوْبُ إِلَيْهِ

اور تحریر ہے کہ یہ عمل مجرب و صحیح ہے اور میرے شیخ المشائخ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہ نے " مرقع

شریف“ میں تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص دو ماہ تک بلا ناغہ روزمرہ چار سو بار استغفار ذیل کا ورد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو علم نافع یا مال کثیر دیوے اور فرمایا کہ یہ عمل مجرب ہے۔ وہ استغفار یہ ہے:

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلاَّ هُوَّ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ، الْحَیُّ الْقَیُّومُ ، بَدِیْعُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ ، مِنْ جَمِیْعِ ظُلْمِی وَ جُرْمِیْ و إِسْرَافِیْ عَلٰی نَفْسِی وَ أَتُوْبُ إِلَیْهِ

اور یہ جو فرمایا ہے کہ علم نافع یا مال کثیر دیوے یہ عامل کی نیت کی منحصر ہے۔ اگر طالب علم ہے تو علم ملے گا اور جو طالب مال ہے تو مال ملے گا کیونکہ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

(صحیح البخاری، باب کیف کان بدو الوحی الی رسول الله صلی الله علیه وسلم،جلد ١، صفحه ٢، قدیمی کتب خانه ، کراچی)

یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(۴) ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سورہ واقعہ سورہ غنا یعنی دولت مندی کی سورۃ ہے اس کو خود بھی پڑھو اور اپنی اولاد کو بھی سکھاؤ۔

فائدہ: واضح ہوا کہ اس سورۃ میں دربارِ حصول غناو تونگری اور دفع فقر و فاقہ کے عجیب اثر ہے اور اس کی تلاوت کے معین طریقے جو بزرگانِ دین سے منقول ہیں بہت سے ہیں۔ یہاں منجملہ ان قواعد کے چند قاعدے جو آسان اور بزرگانِ دین کے مجرب ہیں تحریر کرتا ہوں تا کہ میرے دینی بھائی اس میں سے کسی کو عمل میں لا کر اپنے پیارے نبی ﷺ کے سچے ارشاد کے موافق فقر و فاقہ سے نجات حاصل کر کے غنی اور مالدار ہو جائیں۔

طریقہ اول: ہر روز بلا ناغہ بطریق مداومت بعد نماز مغرب کے سورۃ واقعہ شریف کو ایک بار تلاوت کر لیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ فقر و فاقہ سے محفوظ رہے گا۔

دوسرا طریقہ: جو راقم اور اکثر احباب کا مجرب ہے یہ ہے کہ شروع چاند میں جمعرات کو بعد نمازِ مغرب کے سو بار یا اکیس یا گیارہ بار درود شریف پڑھ کر چھ مرتبہ سورہ واقعہ کی تلاوت کرے بعد ختم بدستور درود شریف پڑھ کے کھڑا ہو جائے۔ دوسرے روز بدستور بعد نمازِ مغرب کے پانچ بار پڑھے اسی طرح دوسری جمعرات تک پانچ بار روزانہ پڑھتا رہے۔ جب دوسری جمعرات آئے تو سورۃ شریف کو پانچ بار پڑھ کر دورد کو ختم کرے اور اول جمعرات سے اس وقت تک سورۃ شریف کی تلاوت کا ثواب اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی نذر کرے۔ اس سے فارغ ہو کر اسی وقت پھر بدستور درود شریف کے بعد چھ بار سورۃ شریف کی تلاوت کرے اور بعد روزہ مرہ بدستور تیسری جمعرات تک پانچ بار روزانہ

پڑھتا رہے تیسری جمعرات کو پانچ بار پڑھ کر اس دوسرے ہفتہ کی تلاوت کا ثواب ہدیہ روح رسول اللہ ﷺ کر کے پھر اسی وقت از سرِنو چھ بار سورۃ شریف کی تلاوت کرے اور بعدہ بدستور پانچ بار روزانہ چوتھی جمعرات تک پڑھتا رہے۔ چوتھی جمعرات کو سورۃ شریف کو پانچ بار تلاوت کر کے اس تیسرے ہفتہ کی تلاوت کا ثواب جمیع ارواح مومنین اور مومنات کو ہدیہ کرے۔ پس عمل تمام ہوا اس کے بعد دوسرے روز سے برابر ہمیشہ سورۃ شریف کو ایک بار روزانہ بعد نمازِ مغرب کے پڑھتا رہا انشاءاللہ تعالیٰ کبھی فقر و فاقہ کی مصیبت میں مبتلا نہ ہوگا اور ہمیشہ دنیا میں فارغ البالی اور خوشحالی سے بسر کرے گا۔

تیسرا طریقہ: اس لئے ہے کہ جب کوئی ضرورت شدید متعلق کشائش اُمور دنیوی کے پیش آوے تو غسل کر کے اور کپڑے پاکیزہ پہن کر ایک جلسہ میں نہایت خضوع وخشوع سے اس سورت کو اکتالیس بار تلاوت کرے انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد وہ شدت دفع ہوگی۔ خصوصاً جب کہ وہ شدت متعلق رزق کے ہو۔

یہ جس قدر لکھا گیا اس کا اثر تجربہ سے معلوم ہوگا۔ حل مشکلات کے لئے ازبس مفید ہے مگر ابنائے قوم کی توجہ درکار ہے۔ مسلمانوں کی ابتری کی یہی خاص وجہ ہے کہ وہ اپنے اصلی معالجوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

فائدہ: ابن مرویہ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے اسی لئے کھول کر فرما دیا ہے کہ اپنی اولاد کو بھی سکھاؤ تا کہ تعلیم کا سلسلہ چلتا رہے اور اس کی برکات قائم رہیں۔

(۵) طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا تو وہ اُٹھ کر (مقام) کعبہ میں آئے اور دو رکعت نماز پڑھ کر بالہام ایزدی اس دعا کو پڑھا پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے آدم! میں نے تیری توبہ قبول کی اور تیرا گناہ معاف کیا اور تیرے علاوہ جو کوئی مجھ سے بذریعہ اس دعا کے دعا کرے گا تو میں اس کے بھی گناہ معاف کروں گا اور اس کی مہم کو فتح کروں گا اور شیاطین کو اس سے روکوں گا اور دنیا اس کے دروازہ پر ناک گھستی چلی آئے گی اگرچہ وہ اس کو نہ دیکھ سکے اور حدیث کی شاہد ایک اور حدیث بھی ہے جس کو بیہقی نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ دعائے مذکور یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ سَرِيرَتِي وَعَلَانِيَتِي ، فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ، وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَأَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ، وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ إِيْمَاناً يُبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْناً صَادِقاً حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضاً بِمَا قَسَمْتَ لِيْ

یعنی اے اللہ! تو میرے چھپے اور کھلے (گناہوں) کا جاننے والا ہے میری معذرت قبول فرمالے اور تو میری ضرورت کو جانتا ہے مجھ کو میری حاجت کی چیز عطا فرما دے اور تو جانتا ہے جو کچھ مجھ میں ہے میرے گناہ بخش دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے وہ ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں رچ جائے اور وہ سچا یقین کہ میں خوب جان لوں کہ وہ بات جو تو نے میری

تقدیر میں لکھ دی ہے بس وہی مجھ کو پیش آ سکتی ہے اور رضا مندی مانگتا ہوں (اس زندگانی پر) جو تو نے میرے لئے تقسیم فرمادی ہے۔

فائدہ: یہ مبارک دعا جس کے سبب سے ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی خطا معاف ہوئی ضرور قابلِ عمل ہے کیونکہ محنت کچھ بھی نہیں اور فوائد نہایت اعلیٰ درجہ کے اس سے آسان اور کیا ترکیب ہوگی۔

(۶) ابونعیم اور خطیب بروایت مالک اور دیلمی "مسند الفردوس" میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے روزمرہ سو دفعہ کلمہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ کو اپنا ورد بنالیا تو دنیا میں بحالت زندگی اس کو محتاجی سے امن ملے گا اور (بعد مرگ) وحشت قبر سے دل نہ گھبرائے گا۔

فائدہ: دنیا کی شدت اور فقر کو تو جانے دو مگر تھوڑی دیر کے واسطے ذرا قبر جیسی ڈراونی خواب گاہ کا خیال کرو کہ جس میں تم ایک دن بیکسی اور بے بسی کی حالت میں سلادیئے جاؤ گے اور چاروں طرف سے وحشت و پریشانی تم کو گھیر لے گی کوئی آس ہوگا نہ پاس۔ تم ہوگے اور تمہارے اعمال اور قبر کا کونہ تو کیا ایسے ڈھنڈار گھر اور ایسی پُر وحشت جگہ کے مصائب سے بچنے کے لئے اس سے زیادہ آسان کوئی اور عمل ہوسکتا ہے اور اس میں بھی صرف یہی فائدہ نہیں بلکہ دنیا کے نقد مال کا بھی۔ لیکن اس پر بھی اگر تمہاری کم ہمتی تم کو کچھ نہ کرنے دے تو تمہاری قسمت۔

ایک اور طریقہ دنیوی فائدہ کے لئے جو نہایت مجرب اور بزرگان دین سے منقول ہے وہ یہ ہے کہ کلمہ مذکور یعنی لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ کو عقیق کے نگینہ پر کندہ کرکے نگینہ کو انگشتری نقرہ میں نصب کراکے داہنے ہاتھ کی انگلی میں پہن لے انشاء اللہ تعالیٰ جب تک ہاتھ میں رہے گی کبھی ہاتھ روپے سے خالی نہ رہے گا اور اگر اس کے ساتھ ورد بھی رکھے تو پھر کیا کہنا نور علیٰ نور۔

(۷) طبرانی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت سید العرب ﷺ نے کہ جو شخص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ آخر تک پڑھ کر گھر میں داخل ہوگا تو فقر اس کے اور اس کے پڑوسیوں کے گھر سے دور ہو جائے گا۔

فائدہ: واضح ہو کر سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (پارہ ۳۰، سورۃ الاخلاص) کے فضائل میں بہت سی احادیث صحاح اور دیگر کتب حدیث میں وارد ہیں۔ سب سے بڑی فضیلت اس سورۃ شریف کی یہ ہے کہ یہ سورۃ تہائی قرآن مجید کے برابر ہے۔ گویا جس شخص نے تین بار اس سورۃ شریف کو تلاوت کیا تو گویا اس نے پورا قرآن مجید پڑھ لیا۔

دوئم یہ کہ اس کا قاری اکثر احادیث صحیح کے موافق مبشر بہ جنت ہے۔مشائخین میں کشائش اُمور دینی و دنیاوی کے واسطے اس سورۃ شریف کے پڑھنے کے بہت سے طریقے معمولی ہیں۔ان میں سے ایک طریقہ جو آسان اور نہایت مستند ہے اس جگہ تحریر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جب انسان کسی بلا میں مبتلا ہو یا کوئی حاجت پیش آوے تو دفع بلا اور حصول حاجت کے واسطے مغرب وعشاء کے درمیان میں اس سورۃ شریف کو روزمرہ ایک ہزار ایک بار تلاوت کر کے اپنے مطلب کی دعا کیا کرے انشاءاللہ تعالیٰ چندروز میں اس کی مراد حاصل ہوگی۔

(۸)احمد بڑی پکی سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اگر میں اپنے دن کا تمام وقت آپ کے درود میں صرف کروں (تو مجھے کیا ملے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس حالت میں اللہ تعالیٰ تیرے تمام دینی اور دنیاوی حاجات پوری کرے گا۔

فائدہ: واضح ہوا کہ یہ حدیث درود شریف کے فضائل کے متعلق ہے۔فضائل درود میں اگر چہ بہت احادیث وارد ہیں مگر شیخ علیہ الرحمۃ نے صرف ایک حدیث پر کہ کشائش اُمور دنیوی کے متعلق وارد ہوئی ہے اکتفا کیا ہے۔اب رہے صیغہائے درود ان میں افضل صیغہ وہ ہے جو التحیات کے بعد ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔علاوہ اس کے دیگر صدہا قسمیں ہیں جو کتب احادیث اور معمولاتِ بزرگانِ دین میں منقول ہے۔اگر چہ درود کی ہر قسم مطلب براری کے لئے کافی ہے مگر اس جگہ چند صیغ جو خصوصیت کے ساتھ دنیوی کشائش کے واسطے بزرگانِ دین سے منقول ہیں تحریر کئے جاتے ہیں۔

(۱)منجملہ اقسام ہائے موصوف کے صلوٰۃ تنجینا ہے جو حل مشکلات اور دفع بلیات کے واسطے نہایت مجرب ہے۔طریقہ اس کا یہ ہے کہ روزمرہ بعد نمازِ عشاء کے ایک ہزار بار اگر نہ ہو سکے تو تین سو تیرہ بار اگر اس قدر بھی نہ ہو سکے تو ستر بار پڑھ لیا کرے انشاءاللہ تعالیٰ کسی حاجت میں درماندہ نہ ہوگا۔صلوٰۃ تنجینا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْسَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَكَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

دوم درود مختصر جو اکثر لوگوں کا معمول ہے کہ یہ ہر روز گیارہ سو بار ورنہ جس قدر ہو سکے ورد کرے انشاءاللہ تعالیٰ تمام حاجات پوری ہوں گی وہ یہ ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِك وَسَلِّم

غرضیکہ درود شریف ایک ایسی بے بہا نعمت ہے جو ہماری دینی و دنیاوی مہمات میں ہی کار آمد نہیں بلکہ اس کا ورد

سنت الٰہی ہے یعنی خود خدا درود بھیجتا ہے۔اسی لئے کلام پاک میں ہم پر درود پڑھنا واجب کیا گیا ہے۔

(۹)طبرانی نے اوسط میں بسند حسن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّي وَانْقِضَاءِ عُمُرِي

(المعجم الاوسط للطبرانی، الکتاب باب السین ، باب من اسمه سعید، الجزء۸، الصفحة۲۷۸، الحدیث ۳۷٤۹)

یعنی اے پروردگار میرے بڑھاپے اور آخری وقت میں اپنے رزق کو مجھ پر فراخ کردیجیو۔

فائدہ: سچ ہے کہ انسان کو وسعت رزق کی زیادہ ضرورت بڑھاپے میں ہے جو لوگ بڑھاپے کی ناگفتہ بہ حالت سے واقف ہیں ان کو چاہیے کہ دعا اور محنت کے ذریعہ سے اپنے بڑھاپے کے وقت کے لئے سامان مہیا کرلیں۔

مزید وظائف و اوراد فقیر کے رسالہ ''وسعت رزق کے وظیفے'' میں پڑھئے۔

هذا رقم آخر ما رقمه قلم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔پاکستان

۱۳ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ

☆...... ☆...... ☆